بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، أَمَّابَعْدُ:

018: سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:46-29)

سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے آیت نمبر 29 پر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

﴿وَ قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّ مَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ ۙ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِیۡنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِہِمۡ سُرَادِقُہَا ؕ وَ اِنۡ یَّسۡتَغِیۡثُوۡا یُغَاثُوۡا بِمَآءٍ کَالۡمُہۡلِ یَشۡوِی الۡوُجُوۡہَ ؕ بِئۡسَ الشَّرَابُ ؕ وَ سَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۲۹﴾﴾ (الکھف:29)

﴿وَ قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ﴾: اور کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے۔

﴿فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ﴾: پس تم میں سے جو چاہے ایمان لائے۔

﴿وَّ مَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ﴾: اور جو چاہے وہ کفر کا راستہ اختیار کرلے (ایمان نہ لائے)۔

یہ جملہ جو ہے اُس کے بعد ذکر ہوا ہے جب اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ یہ جو آپ کے ساتھی ہیں جن کے متعلق مشرکین کے سردار آپ سے یہ مطالبہ کررہے ہیں بار بار کہ ان کو اپنی مجلس سے اُٹھالیں جب یہ اُٹھ جائیں گے تب ہم آپ کے پاس آئیں گے پھر آپ کی بات سنیں گے، تو اللہ تعالی نے خاص حکم نازل کیا ہے اُن کا خاص اہتمام کرنے کا اُن کا خاص خیال رکھنے کا کہ یہ کمزور ضرور ہیں دنیا میں لیکن اللہ تعالی کے ہاں بہت عظیم لوگ ہیں کیونکہ اللہ تعالی کے اولیاء ہیں اللہ تعالی کے پیارے ہیں۔

رہی یہ بات ماننے کی نہ ماننے کی اگر وہ نہیں مانتے جو مشرکین کے سردار ہیں تو لازمی نہیں ہے کہ آپ نے حق اُن کے اندر ٹھونسنا ہے زبردستی! زور زبردستی نہیں ہے۔

اب دیکھیں کتنا پیارا پیغام ہے: ﴿وَ قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ﴾: کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حق کس کی طرف سے ہے؟

﴿وَ قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ﴾: تمہارے ربّ کی طرف سے ہے۔

"من ربك" کیوں نہیں ہے؟ اب یہاں پر ہے ﴿مِنۡ رَّبِّکُمۡ﴾ (تمہارے ربّ کی طرف سے): وہ ربّ کو تو مانتے ہیں، جو منع تمہیں کررہے ہیں توحید ربوبیت کے قائل تو ہیں نا وہ ربّ کو تو مانتے ہیں نا، حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے اور تم یہ جانتے ہو کہ تمہارا خالق اور مالک ربّ اللہ تعالی ہی ہے اور تم نہیں مان رہے اس بات کو کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنی ہے توحید عبادت کے تم انکاری ہو اس حق کو تم جھٹلا رہے ہو اس لیے تم حق کے قریب بھی نہیں ہو۔

یعنی اللہ تعالی کو ایک ربّ ماننا کافی نہیں ہے توحید ربوبیت کافی نہیں ہے جب تک کہ توحید الوہیت پر ایمان نہ ہو۔

﴿فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ ﴾: تم میں سے جو چاہے تو ایمان لائے اور اس توحید کا حق ادا کرتے ہوئے جیسا کہ توحید ربوبیت پر تمہارا ایمان ہے توحید الوہیت پر بھی تمہارا ایمان ہونا چاہیے، اور جو چاہے کفر پر رہے کیونکہ کفر پر تو وہ تھے ﴿وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ ﴾۔

کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ یہاں پر اختیار دیا گیا ہے کوئی شخص کہہ سکتا ہے نا کہ دیکھیں اللہ تعالی نے خود فرمایا ہے "جو چاہے": اِس میں وعید کا معنی موجود ہے کہ ہر گز ایسا نہ کرنا راستہ ایک ہی ہے کہ حق کو تم نے قبول کرنا ہے اور کفر کے راستے کو تم نے چھوڑنا ہے، نہیں اگر ایسا کرو گے تو تمہاری پکڑ ہو گی۔

اس کی دلیل کیا ہے؟ اگلا جملہ جو ہے: ﴿اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ نَارًا ﴾: یقیناً ہم نے تیار کر رکھی ہے ان ظالموں کے لیے آگ۔

پھر کوئی اختیار باقی رہا؟ نہ رہا (سبحان اللہ)، اور یہ خاص وعید ہے اُن لوگوں کے لیے اور اب یہ بھی سن رہے ہیں جنہوں نے منع کیا تھا اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اس دور میں بعد میں ہر دور میں جو ظالم ہیں جو کافر ہیں جو ظلم و ستم کر رہے ہیں مومنوں پر مسلمانوں پر یا اس کا مطالبہ کرتے ہیں ہر دور میں اچھی طرح سن لیں: ﴿اِنَّاۤ ﴾ (بے شک ہم نے) ﴿اَعۡتَدۡنَا ﴾ (تیار کیا ہے)، کس نے تیار کیا ہے؟ اللہ تعالی نے، جو اللہ تعالی عذاب کو تیار کر رہا ہے پھر جان لیں کہ عذاب کیسا ہو گا!

اور عذاب کس چیز کا ہے؟ کس کے لیے ہے؟ ظالموں کو لیے: ﴿لِلظّٰلِمِيۡنَ ﴾، کس چیز کا عذاب: ﴿نَارًا ﴾: نار دیکھیں یہاں پر نکرہ ہے جب نکرہ جملے میں آجائے نا تو اس کی انتہا ہوتی ہے یعنی سخت ترین آگ جو آپ تصور کر سکتے ہیں وہ ہو گی اللہ تعالی نے وہ تیار کی ہے۔

﴿اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا﴾: گھیر کر رکھا ہے اُس آگ کی دیواروں نے (احاطہ کیا ہوا ہے)۔

سُرادق کہتے ہیں دیوار کو یا جو چیز گھیر لے، اب آگ ہے اللہ تعالی نے تیار کی ہے سخت عذاب کے لیے اور اُس آگ نے گھیر کر رکھا ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی دیوار کے بیچ میں گھر جاتا ہے، ہر طرف سے دیوار ہوتی ہے اور یہ تو ہے ہی آگ اور دیوار بھی آگ کی ہے!

حالت کیا ہے؟ ﴿وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ﴾: اگر وہ استغاثہ کرتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں (اور یقیناً فریاد کریں گے شدید تکلیف میں ہوں گے) اور شدید پیاس بھی لگے گی اُن کو۔

جب آگ جلاتی ہے تو ویسے ہی ڈی ہائیڈریشن (Dehydration) بھی ہوتی ہے؛ پیاس سب سے پہلے جو آگ میں جلتے ہیں سب سے زیادہ ڈیمانڈ کس چیز کی کرتے ہیں حاجت کس چیز کی ہوتی ہے؟ پانی کی ہوتی ہے کیونکہ پانی اس میں کم پڑ جاتا ہے (سبحان اللہ)۔

تو استغاثہ (مدد) طلب کریں گے فریاد کریں گے، ﴿يُغَاثُوۡا﴾: ان کی دادرسی کی جائے گی استغاثہ کیا جائے گا۔

کیسے کیا جائے گا؟ ﴿بِمَآءٍ﴾: ایسے پانی سے۔

﴿كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ﴾: مُھل کہتے ہیں جیسے تیل کو اُبالیں نا جو اس کی حالت ہوتی ہے اس طریقے سے کھولتا ہوا تیل جو ہے، ﴿يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ﴾: جو بھون دے گا چہروں کو۔

شَوی کہتے ہیں بھوننے کو، "شَوایا" دیکھتے ہیں نا وہ مرغی جسے بھونا جاتا ہے آگ پر، یشوی کا لفظ یہاں سے لیا گیا ہے؛ ﴿يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ﴾: جو چہروں کو بھون دے گی ایسی آگ ہو گی! (نعوذ باللہ)۔

یعنی جب وہ پینے کے لیے قریب کریں گے مفسرین فرماتے ہیں تو چہرے کا گوشت پہلے سے صرف سیک سے اُڑ جائے گا، چہرے کا گوشت سیک سے جل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور یہاں تک اس کے سیک کی آگ ہو گی کہ یہ جو ابلتا ہوا تیل کی مانند پانی ہو گا۔

﴿بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾﴾: کتنا ہی بُرا مشروب ہے اور کتنا ہی بُرا ٹھکانا ہے جو اُن کے ساتھ میں رہے گا۔

مرتفق کہتے ہیں ایسے ٹھکانے کو جو جس میں زیادہ دیر تک رہا جاتا ہے ساتھ نبھانے والا ٹھکانا جیسے کہتے ہیں ناوہ ٹھکانہ ہے۔

جگہ بُری ہے مشروب بھی بُرا ہے اور رہنے کے لیے جگہ جو لمبے عرصے تک یہاں پر رہیں گے وہ بھی بُری ہے تو کیا خیر رہا ہے؟! یہ سخت وعید ہے اُن لوگوں کے لیے جو حق کو قبول نہیں کرتے اور یہ عام بات ہے صرف مومن کافر کی بات نہیں ہے!

اہل حق اور اہل باطل دو ہیں اچھا یہ فرق کیا ہے کوئی بتائے گا مجھے؟ جب ہم کہتے ہیں اہل ایمان اور اہل کفر اور اہل حق اور اہل باطل فرق ہے کہ نہیں؟

(۱) اہل حق اور اہل باطل میں صرف ایمان اور کفر کی بات نہیں ہے اہل حق میں تو اہل ایمان آ گئے ہیں اس میں اہل سنت بھی شامل ہیں۔

(۲) اہل باطل میں اہل کفر بھی ہیں اہل بدعت بھی شامل ہیں اس میں مزید ایک گروہ شامل کر کے کیونکہ کافر تو کافر ہے اہل کفر تو صرف کافر ہی ہیں اچھا بدعتی؟ نافرمان فاجر فاسق کہاں ہیں؟ اہل باطل میں ہیں۔

(۳) اب بات حق کی ہوئی ہے اب اہل حق ہیں اور اہل باطل ہیں جو حق کو قبول کرے گا آگے اس کا ذکر آئے گا جس نے باطل کو قبول کیا ہے اور باطل پر جمع ہوا ہے باطل پر رہنا چاہتا ہے چاہے وہ کفر ہو چاہے بدعت ہو چاہے کوئی اور نافرمانی ہو اب اس کے لیے عذاب تیار ہے۔

سب سے زیادہ گناہ کا سب سے زیادہ عذاب ہے تو کافروں کا ذکر ہے تو یہ آگ بھی جو چہرے کو جلا دینے والی اور بھوننے والی ہے یہ کافروں کے لیے ہے۔

کوئی حق جان بوجھ کر نہیں قبول کرنا چاہتا وہ بھی اس وعید میں شامل ہے اللہ کے عذاب میں اس وعید میں وہ بھی شامل ہے یاد رکھیں۔

بدعتی ہے بدعت پر جمع ہے اس کو پتہ ہے حق سامنے آگیا ہے دلائل سامنے ہیں وہ دلیل کا انکار کرتا ہے دلیل کو نہیں مانتا ہے جواز کیا ہے تمہارے پاس؟! اچھا دلیل کو کیوں نہیں ماننا چاہتے کوئی وجہ تو ہونی چاہیے نا؟!

اگر کوئی ٹھوس وجہ ہے اس کی بھی دلیل آپ کے پاس ہے قرآن اور سنت سے تب تو آپ کی خلاصی ہو سکتی ہے اگر نہیں ہے تو پھر کیا ہے اہل باطل میں شمار ہوا کہ نہیں؟! اس وعید میں شامل ہے کہ نہیں؟!

اس لیے اللہ تعالی سے ڈرنا چاہیے جو فرق بتاتے ہیں قرآن کا اور حدیث کا قرآن کا اور سنت کا کہ قرآن پر عمل کرنا ہے حدیث پر عمل نہیں کرنا ہے یا اُس حدیث پر عمل کریں گے جو ہمارے مطلب کی ہو گی، ہر گز نہیں!

ہمارے پاس پھر دلیل کیا ہے؟ کس بنیاد پر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو چھوڑ کر اور کسی اور کے قول کو لے کر ظاہر ہے کوئی وجہ تو ہو گی نا!

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو چھوڑ دیتے ہیں کس بنیاد پر؟ یا عقل کو آپ نے آگے کیا ہے اپنی خواہش کو کسی عالم کے قول کو کسی امام کے قول کو جو ٹکرا رہا ہے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے اور حق سے ٹکرا رہا ہے حق آپ کے سامنے آگیا ہے آپ اس کو قبول نہیں کرنا چاہتے کوئی وجہ تو ہو گی؟ عذر کیا ہے آپ کے پاس؟ عذر ہے تو خلاصی ہے عذر نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ اور عذر بھی ٹھوس ہونا چاہیے ثبوت جیسا کہ قرآن اور سنت بالکل واضح ہے ٹھوس ثبوت ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے)﴿اِنَّا﴾ (بے شک ہم)﴿لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝۳۰﴾ ((یقیناً ہم)اُن کا اُجر ضائع نہیں کریں گے جنہوں نے اَحسن عمل کیے ہیں)(الکھف:30)۔

اب یہ کون ہیں؟اہل حق ہیں صحابہ سرفہرست جن کا ذکر ہوا ہے اور پھر ہر وہ لوگ اس وعد میں اور اس خوشخبری میں شامل ہیں جو حق کو قبول کرنے والے ہیں، حق آگیا ہے دلیل آگئی ہے سر کو خم کر کے تسلیم کر لیا ہے اور اُجر اللہ تعالی تعالی کی طرف سے ہے اُجر ضائع نہیں ہو گا جو بھی نیک عمل کریں گے سب کا اُجر ہو گا۔

اور اَحسن عمل کیوں بیان کیا ہے؟اس میں خصوصیت ہے۔کیا ہے؟ایک تو آپ نے دلیل کے سامنے سر کو خم کر لیا ہے پھر جب عمل کیا ہے تو اس کا بھی حق ادا کیا ہے عمل کرنے کا۔ایک دیکھیں نماز پڑھی آپ نے اس کے آپ نے شروط،ارکان،واجبات سارے کیے ہیں،کچھ آکر نماز توپڑھتے ہیں ارکان پورے ہوتے ہیں باقی توپورے نہیں ہوتے،یعنی نماز قبولیت کی حد تک ہے کہ بس قبول ہو جائے اور دھیان کبھی کدھر جارہا ہے کبھی کدھر جارہا ہے نماز اگر آپ نے پڑھ بھی لی ہے اس شخص جیسی نماز تو نہیں ہو گی نا جس نے مکمل حق ادا کیا ہے۔

تو دیکھیں عمل صالح تو پہلے کر دیانا﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾: عمل صالح کی دو شرطیں تو آگئیں نااخلاص اور اتباع سنت اور پھر اَحسن عمل کیوں آخر میں آیا ہے؟کہ آپ نے اُس کا حق بھی ادا کیا ہے (عمل صالح بھی کیا ہے اس عمل صالح کا حق بھی ادا کیا ہے) کہ اس میں مزید اخلاص مزید اتباع سنت کے ساتھ جو بھی اس میں سنتیں شامل ہیں اس عمل کو بہترین طریقے سے ادا کرنے کے لیے پرفیکشن(Perfection) کی حد تک لے جانے کے لیے آپ نے وہ عمل کیا ہے اور اُجر بھی اتنا ہی ہو گا کبھی ضائع نہیں ہو گا۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ﴾ (الکھف:31):

﴿اُولٰٓئِكَ﴾(اُن ہی لوگوں کے لیے)﴿لَهُمْ جَنّٰتُ﴾(باغات ہیں)﴿عَدْنٍ﴾(جو ہمیشہ رہیں گے)﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ﴾(اُن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی)﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا﴾(اُن میں اُن کو پہنائے جائیں گے)﴿مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ﴾ (سونے کے کنگن)

﴿وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا﴾ (اور کپڑے پہنائے جائیں گے)﴿خُضْرًا﴾ (سبز (سبز کپڑے بھی پہنائے جائیں گے))﴿مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ﴾ (باریک ریشم اور موٹا ریشم (سُندس کہتے ہیں باریک ریشم کو اور استبرق کہتے ہیں موٹے ریشم کو))﴿مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ﴾ (ٹیک لگائے تکیوں کے تختوں پر)﴿نِعْمَ الثَّوَابُ﴾ (بہت ہی اچھا بدلہ ہے بہت ہی اچھا ثواب ہے)﴿وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝۳۱﴾ (اور خوب آرام گاہ اور رہنے کی جگہ ہے)(الکھف:31)۔

وہاں پر کیا تھا؟﴿وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا﴾(الکھف:29)۔یہاں پر کیا ہے؟﴿وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾(الکھف:31)۔

دیکھیں راستے دو ہیں انجام بھی دو ہیں اور لوگ بھی دو قسم کے ہیں:اہل حق ہیں اور اہل باطل ہیں:

(۱)اہل باطل کا ذکر پہلے کیا تاکہ اُس وعید سے بچ جائیں جب آپ شر سے بچ جاتے ہیں تو خیر آپ کے لیے آسان ہو جاتا ہے تو پہلے شر کو دیکھنا ہے شر سے بچنا ہے تو پہلے ذکر کیا ہے کیونکہ سیاق وسباق میں اصل بات یہ ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کر رہے ہیں صحابہ سے جو ضعیف ہیں ظاہراً اور

معاشرے میں کمزور ہیں اور طاقتور اُن پر ظلم وستم مختلف طریقے سے ڈھارہے ہیں اور اُن کو تکلیفیں پہنچارہے ہیں تو سب سے پہلے ان کے لیے وعید ہے کہ سنبھل جاؤ ابھی بھی وقت ہے زندہ ہو سانسیں لے رہے ہو ابھی توبہ کے دروازے کھلے ہیں توبہ کر لو تمہارے لیے بہتری ہے، جو چاہے تم کر و ایمان کا راستہ بھی ہے کفر کا راستہ بھی ہے لیکن اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکو گے۔

(۲) اور وہ جو خود صحابہ ہیں جو مظلوم ہیں اور ہر وہ شخص جو اہل ایمان میں سے ہے اہل حق میں سے ہے اور حق پر قائم ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کر رہا ہے اب اُس کے لیے خوشخبری ہے، کتنی خوبصورت اور پیارے انداز میں ہے! آپ دیکھیں کہ ایک توفری میں ملنے والا کچھ نہیں ہے مفت نہیں ملے گا آپ کو ایمان اور عمل صالح کرنا پڑے گا اور اُحسن عمل بھی کرنا پڑے گا پھر آپ کو اُجر ملے گا جو ضائع نہیں ہوگا۔

اُس اُجر میں کیا ہے؟ دنیا میں عزت ہے مومن ہمیشہ دنیا میں عزت پاتا ہے اللہ کا ولی ہمیشہ دنیا میں باعزت ہوتا ہے چاہے لوگوں کی نظر میں جیسا بھی ہے شکل سے مسکین ہو حقیر ہو فقیر ہو جیسا کہ لوگ کہتے کرتے ہیں لوگ جیسے اسے دیکھتے ہیں تو اللہ تعالی کے ہاں بہت عظیم درجہ رکھتا ہے وہ بندہ دنیا میں با عزت ہے شرف والا ہے آخرت میں خوبصورت پیغام دیکھیں کہ جنتیں ہیں باغات ہیں ﴿ عَدْنٍ ﴾: عَدن کہتے ہیں جو ہمیشہ رہنے کی جگہ ہو جن کے تلے جو ہیں نانہریں بہہ رہی ہوں گی جو اُس جگہ کو خوبصورت بنادیتی ہیں، پھر کیونکہ دنیا میں وہ محروم تھے بہت ساری چیزوں سے تو انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ویسے سونے کے کنگن کون پہنتا ہے دنیا میں پتہ ہے؟ دنیا میں ہیں کوئی ایسے لوگ جو سونے کے کنگن پہنتے ہیں؟ بادشاہ کیا پہنتے ہیں؟ عام طور پر دنیا کے بادشاہ جو ہوتے ہیں نااور اس زمانے کے دیکھیں قیصر اور کسریٰ وغیرہ کیا کرتے تھے سونے کے کنگن ہی پہنتے تھے نا! تو دنیا میں جو سب سے بڑا شرف نظر آتا ہے کسی شخص پر لوگوں میں سے وہ یہی ہے زیب وزینت، زیب وزینت میں سوناچاندی ہیرے اور جوہرات ہوتے ہیں ناتو سونے کے کنگن جنت میں پہنائے جائیں گے مردوں کو۔

دنیا میں سونا جو ہے مردوں کے لیے حرام ہے اب جب حرام سے اجتناب کرتے رہے اللہ تعالی نے دنیا میں تو حرام کر دیا اب آخرت میں اب زیب وزینت کی بات آئی ہے تو کیا زیب وزینت ہو گی؟ کپڑوں سے پہلے کنگن کا ذکر ہے تو کنگن سونے کے ہوں گے، پھر کپڑا جو ہے جو بھی موجود کپڑا ہے جو سب سے خوبصورت آپ سوچ سکتے ہیں کون سا ہے؟ ریشم ہے، ریشم کی بھی قسمیں ہیں ایک باریک ریشم ہوتا ہے اور ایک موٹا ریشم ہوتا ہے تو دونوں ہوں گے۔

ریشم دنیا میں حرام ہے مرد کے لیے اب آخرت میں جس چیز میں اللہ تعالی نے منع کیا دنیا میں اور وہ صبر کر کے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے رہے رہیں اب اللہ تعالی جنت میں جو ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے بہت ساری اور بھی خوبیاں ہیں اور بہت ساری اور بھی نعمتیں ہیں اُن میں سے چند کا ذکر ہے کہ سونے کے کنگن بھی ہوں گے، اور لباس میں ریشم کا لباس ہو گا جو باریک ہے اور موٹا ہے، اور ٹیک لگائے ہوں گے تختوں پر اور بہت ہی اچھی آرام گاہ اور ٹھکانا ہے۔

پھر اللہ تعالی نے ایک اور قصہ بیان کیا ہے، میں نے بتایا نا کہ سورۃالکھف میں ایک مقدمہ ہے پھر اصحاب الکھف کا قصہ ہے پھر اُس قصے کے بعد اُس قصے کا خاتمہ ہے، اب ایک قصہ ختم ہوا ہے اور جو بنیادی پیغام ہے وہ جاری ہے کہ اللہ تعالی کی حمد وثناء ہر اعتبار سے دیکھیں کس طریقے سے ہے۔

اب یہاں پر وعید کا ذکر آیا ہے تو الحمدللہ کہ اہل کفر اہل باطل کو وعید ہے تاکہ وہ ڈر جائیں اور اہل ایمان کو اہل حق کو یعنی اُن کے ظلم وستم سے بچ جائیں اور وہ رُک جائیں الحمدللہ، اہل ایمان کو خوشخبری دی گئی ہے تو الحمدللہ یہ تو جاری ہے، اور اللہ تعالی کی عظمت کا بیان اور اہل حق کا بیان اور یہ ساری چیزیں جاری ہیں
۔

اب اصحاب الکھف کا اصل مقصد بس یہ بتانا تھا کہ چند جوان تھے جو حق پر قائم رہے اللہ تعالی کی مدد نازل ہوئی اور یہ خاص اُن کے لیے کرامت تھی کہ 309 سال گزارے انہوں نے اُس جگہ پر جو نظر میں تو تنگ آتی تھی لیکن اللہ تعالی نے اُس تنگ جگہ پر غار کے اندر ہر وہ چیز مہیا کر دی ہے جو ایک بادشاہ کے بڑے محل میں ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ! کھانے پینے کی ضرورت نہیں وہ تو کھاتے پیتے، قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی؟ 300 سالوں تک قضائے حاجت نہیں زندہ بھی ہیں! (سبحان اللہ)، تو بادشاہ سے بھی زیادہ بہترین زندگی 309 سال کی زندگی اُس غار میں اللہ تعالی کی خاص کرامت تھی، اب یہ پیغام صحابہ کے لیے تسلی بخش تھا کہ:

(۱) جتنا بھی ہم پر ظلم و ستم ہو رہا ہے اللہ تعالی نے اُن کو یہ کرامت دی تو اللہ تعالی ہمیں بھی اپنی مدد سے نوازے گا تسلی ہے۔

(۲) اور پھر جو مشرکین ہیں جو ظلم و ستم کر رہے ہیں اُن کے لیے بھی ایک بڑا پیغام ہے کہ تم چاہو یا نہ چاہو کامیاب یہی ہو کر رہیں گے، جب وہ بادشاہ کچھ نہیں کر سکا اور میں نے اپنے ایک حکم سے ایک چھوٹی سی غار میں جو اسی دنیا میں ہے کوئی وہاں تک پہنچ نہ سکا کسی کی رسائی نہ ہو سکی بادشاہ بھی عاجز ہو گیا تو تم لوگ کیا کر سکو گے ان کا؟! تم بھی کچھ نہیں کر سکتے۔

(۳) اور پھر اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص اُن کے تعلق سے حکم دیا گیا کہ خاص خیال رکھنا ہے صحابہ کا جو اللہ تعالی کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں دعا کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالی کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور عبادت میں بھی ہمیشہ رہتے ہیں۔

اور پھر اہل حق اور اہل باطل کا یہ پورا قصہ یہاں پر تمام ہوا اب ایک اور قصہ شروع ہوا ہے؛ ایک طاقت جو تھی اثر و رسوخ کی طاقت کہ سردار ہے اُس کے پاس قوم تھی اُس کی حسب و نسب کی طاقت وہ تو کام نہ آئی نا اچھا مال و دولت کام آسکتی ہے نا؟

اب ایک اور طاقت کا ذکر ہے یہ دیکھیں کہ مال و دولت اگر کسی کے پاس ہو اور وہ اس کا صحیح استعمال نہ کرے تو اُس کا کیا انجام ہونے والا ہے، تو اُن لوگوں کا اپنا ایک تکبر بھی تھا ایک اَنا بھی تھی اُن کو کہ اُن کے پاس اثر و رسوخ بھی ہے (مشرکین جو تھے) بس مال دولت بھی ہے اور اُن کو خاص چنا گیا ہے اس کام کے لیے۔ یعنی ہم اللہ کے گھر کے رکھوالے ہیں اور یہ ہم حق رکھتے ہیں کہ ہم رکھوالے ہوں پھر اثر و رسوخ بھی ہے عزت بھی ہے وقار بھی ہے اور حسب و نسب بھی ہے اور اس کے ساتھ مال و دولت بھی ہے، چلو حسب و نسب والی بات تو ہو گئی ہے اب ذرا مال دولت کے تعلق سے یہ بڑا پیارا قصہ ہے دیکھیں اور اس قصے میں کس طریقے سے اللہ تعالی نے اس کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! انہیں مثال دیں ان دو لوگوں کی دو آدمیوں کی)

﴿جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ﴾ (ان دونوں میں سے ایک کے لیے ہم نے دو باغات دیئے ہیں یا دو باغات بنائے ہیں)، کیسے باغ تھے؟

﴿مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّحَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ﴾ (انگور کے دو باغ اور اُس کے ارد گرد جو ہے وہ کھجور کے درخت)

﴿وَّجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا ۝٣٢﴾ (اور درمیان میں بہت سارے اور بھی پودے تھے اور درخت تھے) (الکھف:32)۔

﴿كِلۡتَا الۡجَنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا﴾ (دونوں جو باغ ہیں انہوں نے اپنے پھل مکمل طریقے سے پیدا کیے)

﴿وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـًٔا﴾ (اور اُن میں سے کوئی کسی چیز کی کمی بھی نہیں ہوئی (سبحان اللہ))

﴿وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾﴾ (اور دونوں کے بیچ میں ہم نے ایک پانی کا چشمہ نہر بھی جاری کر دی) (الکھف:33)۔

یعنی پانی کی کوئی دقت نہیں تھی ان دو باغوں کو پلانے کے لیے اس کے لیے دونوں کے بیچ میں ایک نہر جاری ہوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور جو ضرورت پڑتی ہے درختوں کو پودوں کو پانی کی وہ بہترین طریقے سے فراہم کر دی گئی۔

﴿وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ﴾ (اُن میں سے ایک شخص کے جس کے یہ دو باغ تھے اس کے بہت سارے پھل تھے)

﴿فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ﴾ (تو باتوں باتوں میں اپنے ساتھی سے اُس نے کہا)

﴿اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾﴾ (میں تم سے بہت زیادہ مالدار ہوں اور آدمیوں میں نفری کے اعتبار سے بھی زیادہ باعزت ہوں (مال بھی میرا زیادہ ہے اور نفری کے اعتبار سے بھی یار و مددگار بھی میرے تم سے بہت زیادہ ہیں)) (الکھف:34)۔

یہ جو پیسے والے ہوتے ہیں نا اُن کے پھر ہم نوالے ہم پیالے بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں نا مفاد پرست جنہیں کہتے ہیں تو بہت زیادہ مفاد پرست آپ کے ساتھ چل پڑتے ہیں اور یہ بیچارے اس خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ یہ ہمارے سب ساتھی ہیں مشکل وقت میں ہمارے کام آئیں گے جبکہ سب مفاد پرست ہوتے ہیں اپنے اپنے کام کرتے ہیں سارے۔ الغرض:

﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ﴾ (ایک مرتبہ جو ہے وہ شخص اپنے باغ میں داخل ہوا اور اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا)، کیسے؟

﴿قَالَ﴾ (اُس نے بڑا عجیب جملہ کہا)

﴿مَآ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿٣٥﴾﴾ (اُس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ یہ کبھی بھی ختم نہیں ہو گا!) (الکھف:35)۔

یہ باغ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہے گا نہ تو اس کے یہ پھل کبھی کم ہوں گے، نہ یہ باغ کبھی ختم ہو گا، نہ یہ جو پانی کے چشمے ہیں یہ کبھی ختم ہوں گے، یہ کھجور کے جو باغ ہیں اور یہ جو انگور کے باغ ہیں باقی جو درخت اور پودے ہیں اور کثرت سے یہ جو پھل موجود ہیں باغ میں یہ کبھی نہ تو کم ہونے والے ہیں نہ کبھی فنا ہونے والے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ میرے ہیں اور میرے رہیں گے! (سبحان اللہ)۔

﴿وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً﴾ (اور میں یہ بھی گمان کرتا ہوں کہ کبھی قیامت نہیں آئے گی (اور بعث کا بھی انکار کر دیا!))

﴿وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ﴾ (اگر اپنے ربّ کی طرف واپس بھی لوٹایا گیا (یعنی واپس زندہ بھی ہو گیا))

﴿لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا ﴿٣٦﴾﴾ (تو اِس سے زیادہ مجھے خیر ملنے والا ہے) (الکھف:36)۔

اس سے زیادہ کیوں؟ گھمنڈ میں آ گیا! کہتا ہے کہ میں حق رکھتا ہوں جیسے دنیا میں میرے پاس یہ دو باغ ہیں اور کوئی کمی نہیں کسی چیز کی تو آخرت میں میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ اس سے زیادہ مجھے ملے گا۔

تمہیں کس نے یہ حق دیا ہے؟! تمہاری اوقات ہی کیا ہے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟! کرم تو اس ربّ کا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے سوچنے کی بات ہے نا اب وہ اس چیز کو نہیں سوچ رہا! دیکھیں اللہ تعالیٰ آزماتا ہے، میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دے کر بھی آزماتا ہے لے کر بھی آزماتا ہے: اللہ تعالیٰ دیتا ہے کیا آزمائش ہوتی ہے؟ شکر کرنے کی اور شکر زبان سے دل سے جان سے اور عمل سے کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ لیتا ہے تو صبر سے آزماتا ہے۔

اب اُس کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور بہت سارے لوگ ایسے ہیں دنیا میں ہیں جن کے پاس بہت کچھ ہے اور شکر کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں! اُس نے بہت بڑی بات کر دی ہے ایسے بھی لوگ ہوں گے بہت سارے! (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے) لیکن دیکھیں اس کا انجام کیا ہوا اور کیا ہوا اس کے ساتھ؛ پہلے اچھی طرح اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی نعمت سے نوازا ہے یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ آپ اس کے حقدار ہیں، ہم حقدار نہیں ہیں ہم مسکین ہیں حقیر ہیں فقیر ہیں کمزور ہیں محتاج ہیں یہ صرف اس ربّ کا کرم ہے جس نے ہمیں بہت سی نعمتوں سے نوازا ہوا ہے۔

ڈاکٹر یہ نہ کبھی سمجھے کہ میں ڈاکٹر ہوں میں ڈاکٹر ہوں میں حق رکھتا ہوں میں ڈاکٹر بنوں! تم جیسے کتنے تھے جو بیچارے امتحان میں فیل ہوئے ہیں یا جس کا ایکسیڈنٹ ہوا یا آپ سے زیادہ ذہین تھے نہیں پڑھ سکے نہیں نمبر آئے اُن کے نہیں آگے بڑھ سکے، آپ حق نہیں رکھتے ہاں! آپ نے محنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے راستہ آسان کیا ہے اور آپ ڈاکٹر بن گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے آپ نے چاہا ہے اور آپ بن گئے ہیں لیکن یہ کبھی نہ کہنا کہ میں حق رکھتا ہوں! آپ حق نہیں رکھتے کسی چیز کا حکم اُس ربّ کا ہے جس نے پیدا کیا ہے یاد رکھیں، تو حق کی بات ذہن سے نکال دیں ہاں یہ ہے کہ ہم کوشش کرتے ہیں جو ہمارے مقدر میں بہتر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہی ہمارے لیے میسر فرماتا ہے۔

اب دیکھیں اُس ساتھی نے کیا کہا، اب اُس کے ذہن سے بہت ساری چیزیں نکل گئی تھیں نا اب دیکھیں:

﴿قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ﴾ (اس کے ساتھی نے بات کرتے ہوئے اسے کہا)(الکھف:37)۔

کیا کہا؟﴿اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ﴾ ((اب اسے یاد دلا رہا ہے کہ اس کی اصلیت کیا ہے) کیا تم نے کفر کیا اس ذات کے ساتھ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے)۔

پیدا کیسے کیا؟﴿مِنْ تُرَابٍ﴾ (تمہاری اصلیت مٹی کی ہے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے(انسان کی اصل جو تخلیق ہے کس چیز سے ہوئی ہے؟ مٹی سے پیدا ہوا ہے، اصل مٹی سے﴿خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ﴾))﴿ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ (پھر نطفے سے)۔

مٹی سے کیسے پیدا ہوئے؟ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے؛ نطفے سے کیسے پیدا ہوئے؟ پھر آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد جتنی بھی ہے وہ سب نطفے سے پیدا ہوئی ہے، تو ہماری اصل اوقات یہ ہے، ہماری اصل حیثیت یہ ہے ہر انسان چاہے دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو تم مٹی ہو مٹی سے پیدا ہوئے ہو تم نطفے سے پیدا ہوئے ہو۔

نطفے کی بات کیوں آتی ہے؟ اب سیاق وسباق میں کیا ہے؟ اب اُس بندے کا گھمنڈ توڑنے کے لیے اسے اپنی اصلیت یاد دلانے کے لیے بات ہے کہ مٹی پاؤں کے نیچے ہوتی ہے (یہی ہوتا ہے نا؟)، نطفہ اگر آپ کے ہاتھ پر چلا جائے آپ تھوک اپنے ہاتھ پر ڈال کر دیکھیں کراہت آتی ہے وہ پانی جو آپ کی شرم گاہ سے نکلتا ہے اس کی کیا حیثیت ہوتی ہے! اصل بات یہ ہے کہ حقارت کو دیکھیں ہماری اصلیت کیا ہے ہم کہاں سے پیدا ہوئے ہیں اور کیسے دنیا میں آئے ہیں!

﴿ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝٣٧﴾ (پھر تمہیں بہترین ساخت پر مرد بنایا آدمی بنایا﴿سَوّٰىكَ﴾)۔

﴿الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲﴾ (الاعلیٰ:2): کوئی کمی ہے کسی چیز کی؟! اپنی آنکھوں کو دیکھو اپنے منہ کو دیکھو اپنی ناک کو دیکھو اپنے کانوں کو دیکھو اپنے سر کو دیکھو اپنے دھڑ کو دیکھو اپنے بازوؤں کو دیکھو اپنے پاؤں کو دیکھو آپ، حرکت کیسے کرتے ہیں، آپ بولتے کیسے ہیں، اٹھتے کیسے ہو بیٹھتے کیسے ہو، یہ ساری چیزیں جو ہیں ﴿سَوّٰىكَ رَجُلًا﴾۔

﴿لٰكِنَّاۡ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ۝۳۸﴾ (میں اپنی بات کروں تو اللہ میرا ربّ ہے میں اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا) (الکھف:38)۔

تم نے تو بڑا جرم کر لیا نا شرک بھی کیا ہے کفر بھی کر لیا ہے، اپنی خواہش نفس کو آگے کر کے اپنے ربّ کے ساتھ شرک کر بیٹھے ہو اور پھر قیامت کو آنکھوں سے جھٹلا کر اپنے ربّ کے ساتھ کفر بھی کر بیٹھو ہو!

دیکھو وہ ربّ کو تو مانتا ہے نا اُس نے کیا کہا؟ ﴿وَّلَىِٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا﴾ (الکھف:36)؛ تو ربّ کو تو کہہ رہا ہے وہ یعنی دوبارہ بھی اگر مجھے زندہ ہونا پڑا تو میرا ربّ اس سے زیادہ مجھے دے گا کیونکہ میں حق رکھتا ہوں، لیکن (سبحان اللہ) یہ جزئیت توحید ربوبیت کیا اُس کو کام دیا اُس نے؟! تو صرف اللہ کو ایک ربّ ماننا کافی نہیں ہے، ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کو ایک ربّ ماننا کافی نہیں ہے توحید ربوبیت کا تو ابو جہل بھی قائل تھا ابو لہب بھی جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ایک ربّ مانتے تھے خالق مالک تدبیر کرنے والا، وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ ہے، ہم بتوں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں گے، اصل بات یہ ہے تو ربّ کو تو مانتے تھے، تو یہ کافی نہیں ہے کسی کے ایمان کے لیے۔

﴿وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ﴾ ((اب نصیحت دیکھیں) اور کیوں نہ جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں اگر آپ یہ کہہ دیتے تو شاید آپ کا بھلا ہوتا)

﴿قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (آپ یہ کہتے ماشاء اللہ کہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے کوئی قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے (﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ آپ اپنے سارے معاملات ساری خوبیاں اپنے ربّ کی طرف سپرد کر رہے ہیں کہ میری کوئی طاقت نہیں میرا کوئی چارا نہیں جو کچھ ہے اللہ کا دیا ہوا ہے اور جو اللہ نے چاہا ہے وہی مجھے میسر ہوا ہے) ﴿اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝۳۹﴾ (کیا آپ یہ دیکھتے ہو کہ میں تم سے مال میں اور اولاد میں کم ہوں) (الکھف:39)۔

﴿فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ۝۴۰﴾ (تو قریب ہے کہ میرا ربّ مجھے تیرے باغ سے بہتر دے (یعنی دنیا میں اگر اس خیر سے محروم ہوں تو آخرت تو کہیں نہیں گئی نا ان شاء اللہ اللہ کے حکم سے اللہ کی آزمائش ہیں دنیا میں محروم کر دیا ہے لیکن مومن کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اسے یقین اپنے ربّ پر ہوتا ہے کہ آخرت اس کی ضائع کبھی نہیں ہو گی، سبحان اللہ)) (الکھف:40)۔

﴿خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ﴾: یہ باغ تو ختم ہونے والا ہے نا دنیا تو فانی ہے تو جو جنت کے باغ ہیں وہ تو ہمیشہ رہنے والے ہیں نا تو اس سے بہتر مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔

اور تمہارا یہ جو باغ ہے:﴿ وَيُرۡسِلَ عَلَيۡهَا حُسۡبَانٗا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ ﴾: یہ جو تمہارا باغ ہے جس پر تمہیں اتنا بڑا گھمنڈ ہے اور کفر کر بیٹھے ہو جبکہ تمہیں شکر کرنا تھا اپنے ربّ کا جس نے تمہیں یہ سب نعمتیں نوازی ہیں جب تم نے کفر کا راستہ اختیار کیا ناشکری کا راستہ اختیار کیا ہے اور شرک کر بیٹھے ہو اپنے ربّ سے تو عنقریب تمہارے باغ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے والا ہے آسمان سے۔

﴿فَتُصۡبِحَ صَعِيدٗا زَلَقًا﴾: تو ایک چٹیل میدان رہ جائے گا۔

"صعیدًا زلق" کہتے ہیں اتنا خشک ہو جائے گا یہ میدان کہ اس پر پاؤں پھسلتے ہوں گے اتنے خشک ہو جائیں گے، کوئی چیز ٹھہر نہیں پائے گی اس کے اوپر زلق ہے (سبحان اللہ)۔

﴿أَوۡ﴾ (یا) ﴿يُصۡبِحَ مَآؤُهَا غَوۡرٗا﴾ (اس کا پانی جو ہے وہ خشک ہو جائے وہ دھنس جائے گا زمین میں) ﴿فَلَن تَسۡتَطِيعَ لَهُۥ طَلَبٗا ٤١﴾ (پھر تُو اسے تلاش ہر گز نہ کر سکے گا) (الکھف:41)۔

باغ کے لیے پانی کی ضرورت ہے نا اور باغ کی سلامتی کے لیے اُسے ہر آفت سے سلامت ہونا چاہیے آسمان سے اگر بجلی آ کر گر کر اُسے جلا دے عذاب اللہ کا نازل ہو جائے آسمان سے یا زمین سے پانی ختم ہو جائے خشک ہو جائے تمہارے باغ کا کیا ہو گا؟! تمہیں جو گھمنڈ ہے کس چیز پر تمہیں گھمنڈ ہے؟! تمہاری حقیقت کہ تم مٹی سے پیدا ہوئے ہو نطفے سے پیدا ہوئے ہو خود تم کچھ نہیں ہو اور نہ تمہارے بس میں زمین سے پانی کو نکالنا ہے نہ آسمان سے بجلی کو روک سکتے ہو تم تو کچھ کر نہیں سکتے ہو تو تمہیں کس چیز کا گھمنڈ ہے؟! (سبحان اللہ)۔

پھر وہی ہوا:﴿وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِۦ فَأَصۡبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ عَلَىٰ مَآ أَنفَقَ فِيهَا﴾ (اور اس کے پھل یعنی عذاب میں گھیر لیے گئے ﴿أُحِيطَ بِثَمَرِهِۦ﴾ عذاب نازل ہوا اللہ تعالیٰ کا اُس کے پھل تمام ختم ہو گئے) (الکھف:42)۔

﴿فَأَصۡبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ﴾: پھر وہ ملامت میں اپنے دونوں ہاتھ ملتا رہا (**تقلیب الکف** کہ جب کسی کو ملامت ہوتی نا اپنے ہاتھ یوں یوں ملتا رہتا ہے ﴿يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ﴾ کہ کچھ باقی نہ رہا، کچھ یوں کرتے ہیں ملامت میں اور یہ عملاً طریقے سے ملامت کا اظہار ہوتا ہے)۔

﴿عَلَىٰ مَآ أَنفَقَ فِيهَا﴾: جو کچھ اس نے اس میں خرچ کیا وہ بھی نہ رہا (ایک تو جو بزنس میں پرافٹ ہوتا ہے پرافٹ بھی گیا جو رأس المال ہے وہ بھی گیا کیپیٹل (Capital) بھی گیا اور جو اس نے خرچ کیا تھا وہ بھی گیا کچھ باقی نہ رہا!

﴿وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا﴾: اور وہ اپنی جو چھت تھی اس پر گر گئے تھے وہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔

جو انگور ہوتا ہے نا انگور کا پتہ ہے جو باغ ہوتا ہے اس کے لیے خاص چھوٹی چھوٹی چھتیں بنائی جاتی ہیں تاکہ اس میں جو بیل ہوتی ہے انگور کی اس پر آ جاتی ہے انگور لٹکتے رہتے ہیں بڑے خوبصورت بھی لگتے ہیں، وہ اتنی آفت آسمان سے آئی کہ ساری کی ساری جو چھتیں تھیں وہ بھی گر گئیں اور کچھ باقی نہ رہا!

﴿وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا﴾۔

﴿وَيَقُولُ يَٰلَيۡتَنِي لَمۡ أُشۡرِكۡ بِرَبِّيٓ أَحَدٗا ٤٢﴾: اور وہ کہنے لگا کہ اے کاش! میں اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔

اب ندامت کب؟ تباہی کے بعد! پہلے کر دیتے (سبحان اللہ)۔

دیکھیں ہر چیز کا وقت ہوتا ہے، توبہ کا بھی وقت ہے اللہ تعالی وقت دیتا ہے سب کو دیتا ہے کافر کو بھی دیتا ہے، سٹر سال کافر زندہ رہتا ہے پھر کفر پر مرتا ہے موقع نہیں ملا اسے؟! اسّی سال بدعتی بدعت پر رہتا ہے اسّی سال میں سے پچاس سال تو عقلمند ہو گا نا! پہلے تو اگر لڑکپن تھا بچپنا تھا جو بھی تھا پچاس سال میں تمہیں سمجھ نہیں آئی؟! الغرض، تو ندامت کا اظہار ہوا!

﴿وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝۴۳﴾: ناز تھا اسے نا میں مال میں اور نفری میں تم سے زیادہ ہوں میرے پاس جتھے ہیں لوگوں کے میں نے کہا نا کہ سب مفاد پرست ہیں سب چھوڑ کر چلے جائیں گے جتنا بڑا طاقتور ہو اللہ تعالی کے حکم کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے! جب اللہ کا عذاب آیا تو کوئی باقی نہ رہا! ﴿وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ﴾ (کوئی بھی اُس کا مددگار باقی نہ رہا کوئی جماعت نہ کوئی یار نہ کوئی مددگار)﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (اللہ تعالی کے سوا کوئی بھی نہیں)﴿وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا﴾ (اور وہ بدلہ لینے کے قابل بھی نہیں تھا)(الکھف:43)۔

بدلہ کس سے لیتا ربّ سے بدلہ کوئی لے سکتا ہے؟! نہ تو کوئی اور اس کی مدد کر سکتا ہے نہ وہ خود اپنی مدد کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے نقصان کا بدلہ کسی سے لے سکتا ہے کس سے لے سکتا ہے؟!

یہ ہماری حقیقت ہے میرے بھائیو! نعوذ باللہ جب اللہ کا عذاب نازل ہو جائے اللہ کا قہر نازل ہو جائے اللہ کی ناراضگی نازل ہو جائے تو ہر ظالم کو سمجھنا چاہیے کہ کوئی اس کا پھر یار و مددگار باقی نہیں رہے گا اللہ کی پکڑ سے اسے کوئی بچا نہیں سکتا پھر!

﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝۴۴﴾ (یہاں اختیار اللہ تعالی برحق کے لیے ہے وہی بہتر ہے ثواب دینے میں اور وہی بہتر ہے بدلہ دینے میں)(الکھف:44)۔

اللہ تعالی کی ولایت اللہ تعالی کی دوستی جو اللہ تعالی کے بندے ہیں جو اہل حق ہیں اور حق پر قائم رہے اللہ تعالی کی مدد بھی ہے اللہ تعالی کے وہ دوست بھی ہیں اللہ تعالی کے اولیاء بھی ہیں اور﴿هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا﴾ ثواب کے اعتبار سے بھی خیر میں ہیں بھلائی میں ہیں،﴿وَّخَيْرٌ عُقْبًا﴾ اور بدلہ دینے کے اعتبار سے بھی خیر اور بھلائی میں ہیں۔

تو اصل بات یہ ہے کہ ہمیں راستہ متعین کر لینا ہے وہ راستہ جو حق کا راستہ ہے جو ہمیں اللہ تعالی کے قریب کر دے جو اللہ تعالی کے عذاب سے ہمیں دور کر دے اور اللہ کے عذاب سے بچا دے۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اب ان کے لیے ایک مثال بیان کر دیں کہ دنیا کی زندگی ہے کیا (دنیا کی زندگی کی مثال ذرا سنیں کیا ہے چند الفاظ میں یہ پوری دنیا آپ کے سامنے جس میں ہم رہ رہے ہیں یہ دنیا جو ہے اس کی حقیقت سامنے آجائے گی))﴿كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ﴾ (پانی کی مانند ہے یہ دنیا جسے آسمان سے نازل کیا گیا)﴿فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ (جس میں زمین کا سبزہ مل جل گئے آپس میں (آسمان سے پانی برسا بارش آئی زمین پر پودے اُگے اور مختلف قسم کے بہترین قسم کے پودے جو ہیں رنگین قسم کے پودے جو ہیں زمین پر آگئے مختلط ہو گئے بہت سارے پھر وقت گزرتا گیا))﴿فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ﴾

(پھر آہستہ آہستہ وہ چورا چورا ہو گیا کہ ہوائیں اسے اُڑاتی ہیں (﴿تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ﴾ ہوا اسے اُڑا کر لے جائے))﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ۝٤٥﴾ (اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے کامل قدرت والا ہے)(الکھف:45)۔

یہ دنیا فانی ہے یہ دنیا ختم ہونے والی ہے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی، پہلے بھی گزر چکا ہے کہ اس میں سب ختم ہو جائے گا اب پھر اس کا ذکر ہوا ہے۔

اب پانی جب آسمان سے اللہ تعالیٰ برساتا ہے اور زمین پر پودے اُگ جاتے ہیں پودے کی عمر کتنی ہوتی ہے کتنے عرصے تک رہتا ہے، اور پھر جب ختم ہونے لگتا ہے اور بالکل چورا چورا ہو جاتا ہے تو ہوا کے ساتھ اُڑ جاتا ہے یہ ہماری زندگی کی حقیقت ہے اس دنیا میں، ایک وقت آئے گا کہ یہ ستّر سالہ زندگی یوں ختم ہو جائے گی!

جو ہم نے کھایا ہے جو ہم نے پیا ہے جو ہم نے کیا ہے، ہمارا قول و فعل، ہمارا عمل آگے جا چکا ہے قبر میں ہمیں اپنا عمل نظر آئے گا، قبر میں وہ ہمارے منتظر ہیں اور دنیا جو پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں وہ ہماری نہیں ہے وہ کسی اور کی ہے! (سبحان اللہ)۔

اچھا پھر مال اور اولاد اور یہ نعمتیں ان کی کیا حقیقت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِيۡنَةُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ۚ وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ اَمَلًا ۝٤٦﴾ (مال اور نرینہ اولاد اور بیٹے﴿زِيۡنَةُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا﴾ زندگی کی زینت ہیں (زندگی کی زینت ہیں یہ حقیقت ہے))(الکھف:46)۔

دنیا میں ہمیں مال اور اولاد کی ضرورت ہے ہم محتاج ہیں اور یہ مال اور اولاد کی ہم سب کو ضرورت ہے اور ان کی حقیقت کیا ہے؟ کہ دنیا کی یہ زیب و زینت میں سے ہیں لیکن یہ ہمیشہ کے لیے رہنے والے نہیں ہیں کیونکہ دنیا کا حصہ ہیں دنیا کے ساتھ ختم ہو جائیں گے وہ کیا چیز ہے جو میرے ساتھ ہمیشہ رہ سکتی ہے؟ وہ کیا چیز ہے جو مرنے کے بعد بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑے گی؟

اِن کی حقیقت تو یہ ہے دیکھیں ہم پوری زندگی گزار دیتے ہیں مال کمانے میں اور اولاد کے لیے اور خصوصی طور پر نرینہ اولاد بیٹے زیادہ پیارے ہوتے ہیں کیونکہ وہ ساتھی ہوتے ہیں وہ ہماری طاقت ہوتے ہیں وہ اس مال کو کمانے میں ہمارے مددگار ہوتے ہیں، ہمارا ساتھ دیتے ہیں لیکن کیونکہ دنیا فانی ہے تو یہ بھی فانی ہیں سب ختم ہو جائے گا!

کیا ایسی کوئی چیز ہے جو ہمیشہ رہے گی میرے ساتھ؟ سنیں:

﴿وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾: اور ہمیشہ رہنے والی جو ہیں نیکیاں۔

﴿خَيۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا﴾: بہت ہی زیادہ بہتر اور بھلائی ہے تمہارے ربّ کے ہاں ثواب میں۔

﴿وَّخَيۡرٌ اَمَلًا﴾: اور بہترین ہیں آرزو میں۔

جو آپ تمنا کرتے ہیں اگر آپ نے کسی چیز کی تمنا کرنی ہے نا تو صرف مال و اولاد کافی نہیں ہے مال اور بیٹے کافی نہیں ہیں وہ دنیا میں باقی رہیں گے تمنا کرنی ہے تو اس چیز کی کرو جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے جو مرنے کے بعد بھی آپ کے کام آئے وہ کیا ہے؟﴿الۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾: ﴿الۡبٰقِيٰتُ﴾ (ہمیشہ رہنے والی)﴿الصّٰلِحٰتُ﴾ (نیکیاں)۔

اب یہ کون سی چیزیں ہیں جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گی اس پر علماء کے مختلف اور سلف کے مختلف اقوال ہیں:

(ا)ایک ہے کہ تمام نیکیاں، عمل صالح سب اس میں شامل ہیں کیونکہ انسان نیک عمل کرتا ہے، ہر نیک قول ہر نیک عمل آپ کے لیے فرشتے درج کر رہے ہیں اور وہ آپ کے نامہ اعمال میں شامل ہو رہا ہے قیامت کے دن آپ کو اس کا بدلہ ملے گا اور اس کی بنیاد پر ترازو میں رکھیں گے تولیں گے ترازو آپ کا پلڑا بھاری ہو گا نیک عمل کا تو آپ جنت میں جائیں گے اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

تو جنت کی ہمیشگی کس سے جڑی ہوئی ہے؟ عمل صالحہ سے جڑی ہوئی ہے، تو ایک یہ ہے۔

(۲)دوسرا ہے خاص اللہ کا ذکر جو ہے: "سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، واللهُ أَكْبَرُ": اور ایک روایت میں "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" بھی شامل ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا جو ذکر ہے یہ باقیات الصالحات میں سے ہے۔

بعض علماء نے یہ بھی بڑی پیاری بات کی ہے فرمایا کہ اس کو کیوں کہا گیا ہے باقیات الصالحات اللہ کا جو ذکر ہے یہ "سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، واللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ"؟ اس میں درود بھی شامل ہے اور باقی اذکار ان کو کیوں کہا گیا ہے کہ باقیات الصالحات ہیں؟ فرماتے ہیں جب نیکیوں کا بدلہ ہو گا تو بدلے میں یہی چیزیں باقی رہیں گی یہ بدلے میں نہیں جائیں گی۔

آپ کی جو نفلی عبادات ہیں آپ کی جو تمام باقی نیکیاں ہیں جیسے حدیث میں آیا ہے مفلس کی معروف حدیث ہے کہ تم میں سے مفلس کون ہے؟ تو صحابہ عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ ہے جس کا مال و متاع نہیں ہے وہ مفلس ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مفلس یہ نہیں ہے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن آئے گا اور اس کے ساتھ پہاڑ ہوں گے نماز کے صدقات کے اور نیکیوں کے پہاڑ ہوں گے لیکن کس حالت میں آئے گا؟ کسی کو اس نے مارا ہے کسی کو پیٹا ہے کسی پر ظلم کیا ہے کسی کو گالی دی ہے یعنی مظلومین ساتھ آئیں گے اُس کے اب یہ مظلومین جو ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کا دامن پکڑ کر آئیں گے نہیں چھوڑیں گے دامن، اب پھر اللہ تعالیٰ نے جو ہے اب انصاف کرنا ہے انصاف کس بنیاد پر ہو گا؟ اب مال تو نہیں ہے جو اس نے لوٹا ہے تو کیا واپس کرے گا؟ اب اس کی نیکیاں جو ہیں وہ ان مظلوموں کو دی جائیں گے تو نیکیوں کے پہاڑ آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گے یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی جو پہاڑ تھے ختم ہو گئے ظلم جو اس نے کیا ہے دنیا میں (نعوذ باللہ، ایسے ظالم بھی دنیا میں موجود ہیں نیکیوں کے پہاڑ ہوں گے وہ بھی باقی نہیں رہیں گے) اور پھر اُن کے جو گناہ ہیں مظلومین کے وہ اس کے حصے میں ڈالے جائیں گے "ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ" پھر اسے جہنم رسید کیا جائے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ جو باقیات الصالحات ہیں یہ اُن نیکیوں میں شامل نہیں ہیں جو اس طریقے سے ختم ہونے والی ہیں یہ باقی رہیں گی (سبحان اللہ)۔

الغرض: ﴿الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾: اس پے درس کو ختم کرتے ہیں پھر آگے دیکھتے ہیں کہ آخرت کا جو ذکر و وعید ہے ان باقیات الصالحات پر عمل کرنے کے لیے مزید رغبت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے ڈرنا ہے اور آخرت کے دن میں کیا ہونے والا ہے جس کی آج ہمیں تیاری کرنی ہے۔

﴿الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾: تمام نیک اعمال کرنے ہیں اور خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے اور میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جہاں پر اللہ کے ذکر کی بات آئے وہاں پر کثرت تعداد کا لفظ اور جملے میں "ذکر کثیر" کا بیان کیا گیا ہے کیوں کیا گیا ہے جانتے ہیں؟

﴿اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (الاحزاب:41) وجہ کیا ہے؟

کیونکہ ذکر کے لیے آپ کو خاص جگہ کی ضرورت نہیں، خاص وقت کی ضرورت نہیں خاص حالت کی ضرورت نہیں کہ آپ نے وضو کرنا ہے یا غسل کرنا ہے یا مال کی ضرورت ہے، نہیں کچھ نہیں! آپ اپنے حال میں جیسے ہیں آپ اللہ کا ذکر کر سکتے ہیں اور کثرت سے ذکر کر سکتے ہیں اور جو اللہ ذکر کثرت سے کرتے ہیں واللہ زندگی بدلنے کا بہترین طریقہ ہے، نامہ اعمال میں باقیات الصالحات جا رہی ہیں بشرطیکہ ذکر مسنون ہو ہم باقیات الصالحات کی بات کر رہے ہیں بدعتی اذکار کی گنجائش نہیں ہے یہاں پر، اور واللہ جو مسنون اذکار ہیں اُن میں اتنا خیر اور برکت ہے آپ گن گن کر تھک جائیں گے واللہ چوبیس گھنٹے کم پڑ جائیں گے آپ کو!

میں حیران ہوتا ہوں یہ جو بدعتی اذکار شامل کرتے ہیں یہ سنت پر عمل کیوں نہیں کرتے؟! اتنی جو لمبی لمبی تسبیحاں ہوتی ہیں دو دو لاکھ والی اگر آپ تسبیح کر لیں میں چھوٹی سی ایک چیز آپ کو بیان کرتا ہوں، ایک خوشخبری لے لیں مجھ سے آپ آپ کو پتہ ہے کہ دو منٹ میں آپ ایک ہزار نیکی کما سکتے ہیں اور ایک ہزار گناہ مٹا سکتے ہیں؟ دو منٹ میں بس کیسے؟ حدیث میں آیا ہے: "جس نے سو مرتبہ کہا سبحان اللہ (پڑھیں سبحان اللہ سو مرتبہ دو منٹ سے کم لگتے ہیں) ایک ہزار نیکی نامۂ اعمال میں اور ایک ہزار گناہ کی معافی ہے"۔

کمال ہے واللہ! ہم لوگ کہاں ہیں؟! دیکھیں "باقیات الصالحات" اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

ہمارا جو سب سے بڑا اثاثہ ہے اس وقت کیا ہے پتہ ہے؟ اصل کیپیٹل (Capital) ہمارا کیا ہے؟ یہ وقت ہی ہے جو ہمارے پاس ہے لیکن اسی وقت کو ہم نے دیکھا ہے واللہ! ایسی چیزوں میں ضائع ہوتا ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے! اسے ضائع مت ہونے دیں اور اس وقت کو گزاریں باقیات الصالحات میں، واللہ! اُجر کے اعتبار سے بھی خیر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور تمنا کے اعتبار سے بھی خیر ہے۔

دنیا میں ہماری بہت ساری تمنائیں ہیں کہ یہ بھی ہو وہ بھی ہو اس سے بہتر تمنا یہ رکھیں کہ میں نے یہ اعمال کرنے ہیں جو ربّ کو راضی کر دیں اور سب سے آسان جو ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں فرائض کے بعد نوافل میں سے اذکار ہیں جو آپ نے بآسانی ہمیشہ کرنے ہیں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 018-03: سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:29-46) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio